سوال

(352) تمام مسلمانوں کے لئے ایک نصیحت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تمام مسلمانوں کے لئے ایک نصیحت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تمام مسلمانوں کے لئے ایک نصیحت

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ہر اس مسلمان کے نام جو اس تحریر کو دیکھے ۔۔مجھے اورانہیں اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے اور انہیں ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر وہ غصے ہوا اور گمراہوں کے راستے سے بھی بچائے ۔ آمین ۔

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، اما بعد :

حسب ذیل ارشاد باری تعالی پر عمل کے پیش نظر یہ تحریر محض نصیحت وتذکیر کے لئے ہے :

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذاریات ۵۵/۵۱)

''اور نصیحت کرتے رہیں یقینا نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے ۔''

اور فرمایا :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ ۲/۵)

''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ کیا کرو ۔''

نیز فرمایا :

وَالْعَصْرِ ١ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر١٠٣/١-٣)

''عصر کی قسم !یقینا تمام انسان نقصان میں ہیں مگر وہ لوگ جوایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں (ایک دوسرے کو) حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے ۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا''دین نصیحت وخیر خواہی کا نام ہے ۔''عرض کیا گیا کس کے لئے نصیحت وخیر خواہی؟ فرمایا''اللہ کے لئے''اس کی کتاب کے لئے،اس کے رسول کے لئے ،مسلم حکمرانوں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے ۔''(مسلم)

یہ محکم آیات اور یہ حدیث شریف تذکیر ونصیحت کی مشروعیت پر صریحا دلالت کرتی ہیں ،نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حق بات کی تلقین کی جائے اور اس کی دعوت دی جائے کیونکہ اس سے مومنوں کو نفع حاصل ہوتا ہے ،جاہلوں کو علم حاصل ہوتا ہے گمراہوں کو راہنمائی ملتی ہے ،غافل کو تنبیہہ ہوجاتی ہے ،بھولے ہوئے کو سبق آجاتا ہے ،عالم کو عمل کی ترغیب حاصل ہوتی ہے ،علاوہ ازیں اس میں اور بھی بہت سی مصلحتیں کارفرماہیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے مخلوق کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ اس کی عبادت واطاعت بجالائے اور رسولوں کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ وہ اسے یاددہانی کرائیں ،جنت کی بشارت سنائیں اور جہنم کے عذاب سے ڈرائیں ،ارشاد باری تعالی ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات٥١/٥٦)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں ۔''

فرمایا :

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (التغابن٦٤/١٢)

''اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ،اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچادینا ہے ۔''

مزید فرمایا :

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

(النساء٤/١٦٥)

''(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوش خبری سنانے اور ڈرانے والے (بناکر بھیجا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر الزام کا موقعہ نہ رہے ۔''

اور فرمایا :

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ (الغاشیۃ٨٨/٢١)

''پس تم نصیحت کرتے رہو کہ تم نصیحت کرنے والے ہی ہو ۔''

ہر وہ شخص جس کے پاس علم ہے ،اس پر واجب ہے کہ وہ نصیحت کرے ،اللہ تعالی کے لئے ہمدردی وخیر خواہی کرے ،حسب استطاعت دعوت الی اللہ کا کام کرے تاکہ وہ تبلیغ

ودعوت کے فریضہ کاادا کرسکے، حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسوہ حسنہ پر عمل کرسکے اور کتمان علم کے گناہ سے بچ سکے کہ اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یہ وعید سنائی ہے :

اِنَّ الَّذِینَ یَکتُمُونَ مَا أَنزَلنَا مِنَ البَیِّنَاتِ وَالهُدَیٰ مِن بَعدِ مَا بَیَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِی الکِتَابِ أُولَـٰئِکَ یَلعَنُهُمُ اللَّهُ وَیَلعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ (البقرة۲/۱۵۹)

''تحقیق جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کر بیان کردیا ہے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالی اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔''

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص نیکی کے کام کی طرف راہنمائی کرے اسے بھی عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔'' نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے ''جس نے کسی گمراہی کی طرف دعوت دی ، اسے ان سب لوگوں کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے جو عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔''

ان بنیادی حقائق کو معلوم کرنے کے بعد میں، تمہیں اور اپنے آپ کو بھی یہ وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر وباطن اور تنگی وخوشحالی ہر حال میں، اللہ سبحانہ وتعالی کے تقوی کو اختیار کیا جائے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی بھی یہی وصیت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَلَقَد وَصَّینَا الَّذِینَ أُوتُوا الکِتَابَ مِن قَبلِکُم وَإِیَّاکُم أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ (النساء ۴/۱۳۱)

''جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، ان کو بھی اور (اے محمد ﷺ!) آپ کو بھی ہم نے تاکیدی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے ہے تھے کہ ''میں تمہیں اللہ کے تقوی اور سمع وطاعت کے بجالانے کی وصیت کرتا ہوں۔''

تقوی ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں خیر وبھلائی کی تمام صورتیں آجاتی ہیں اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان تمام امور کو ادا کیا جائے جن کو اللہ تعالی نے فرض قرار دیا ہے، ان تمام امور سے اجتناب کیا جائے جن کو اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے اور پھر یہ سب کچھ اخلاص ومحبت، ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے کیا جائے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو تقوی کا حکم دیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ تقوی اختیار کرنے سے ان کے معاملات آسان ہوجائیں گے، مشکلات چھٹ جائیں گی، رزق میں کشادگی آجائے گی، گناہ معاف ہوجائیں گے اور جنت کی کامیابی وکامرنی ان کا مقدر بنے گی۔ ارشاد باری تعالی ہے :

یَا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُم إِنَّ زَلزَلَةَ السَّاعَةِ شَیءٌ عَظِیمٌ (الحج ۲۲/۱)

''اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو، یقیناً قیامت کا زلزلہ ایک حادثہ عظیم ہے۔''

اور فرمایا :

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلتَنظُر نَفسٌ مَّا قَدَّمَت لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِیرٌ بِمَا تَعمَلُونَ (الحشر ۵۹/۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کل (یعنی قیامت) کے لئے کیا سامان بھیجا ہے؟ اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔''

نیز فرمایا :

وَمَن يَتَّقِ اللَّـهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ٢ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق ۶۵/۲۔۳)

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لئے (رنج و محن سے) خلاصی کی صورت پیدا کردے گا۔''

مزید فرمایا:

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ (القلم ۶۸/۳۴)

''بلاشبہ پرہیز گاروں کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں نعمت کے باغ ہیں۔''

اور فرمایا:

وَمَن يَتَّقِ اللَّـهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا (الطلاق ۶۵/۵)

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا، وہ اس سے، اس کے گناہ دور کردے گا اور اسے اجر عظیم بخشے گا۔''

اے مسلمانو!اللہ سبحانہ وتعالی کی اطاعت وبندگی بجالاو، تمام حالات میں تقوی اختیار کرو،اپنے تمام اقوال، اعمال اور معاملات میں اپنا محاسبہ کرتے رہا کرو، ان میں سے جو شریعت کے مطابق ہوں انہیں اختیار کئے رکھو اور جو شریعت کے مخالف ہوں انہیں ترک کردو خواہ اس میں بظاہر کتنا ہی دنیوی فائدہ کیوں نہ ہو کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دنیوی مال و دولت سے بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جو شخص اللہ تعالی کے ڈر کی وجہ سے کسی چیز کو چھوڑ دے، اللہ تعالی اسے یقینا اس سے بہتر چیز نواز دیتا ہے۔ اگر بندگان الہی اپنے رب کی اطاعت بجالائیں، اس کے تقوی کو اختیار کریں، اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردیں اور اس سے جس نے منع کیا ہے اس سے اجتناب کریں تو اللہ تعالی انہیں عزت، کامیابی و کامرانی اور رزق کی فروانی عطا فرمائے گا، مشکلات سے نکال دے گا اور دنیا و آخرت میں سعادت و نجات سے سرفراز فرمائے گا۔

ہر وہ عقل مند جس میں ادنی سی بھی بصیرت ہو اس سے یہ بات مخفی نہیں کہ آج مسلمانوں کی اکثریت قساوت قلبی اور آخرت سے روگردانی میں بتلا ہو کر اسباب نجات سے غافل اور دنیا میں منہمک ہے اور حلال وحرام کی تمیز کے بغیر حرص وہوس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دنیا (دھن دولت وغیرہ) جمع کرنے اور انواع اقسام کے لہو ولعب اور غفلت ومدہوشی میں بتلا ہے اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ دل آخرت سے غافل اور اللہ کے ذکر اور اس کی محبت سے خالی ہیں اور اس کی نعمتوں اور ظاہری و باطنی نشانیوں میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے، اس کی ملاقات کے لئے تیاری نہیں کرتے، اس کی بارگاہ اقدس میں کھڑے ہونے کا تصور نہیں کرتے اور نہ یہ خیال کرتے ہیں کہ بارگاہ الہی سے انہیں جنت میں جانے کی اجازت ملے گی یا جہنم رسید ہونے کا حکم!

مسلمانو!اپنی حقیقت کو پہچانو،اپنے رب کی بارگاہ اقدس میں توبہ کرو، دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرو، فرائض کی ادائیگی میں جلدی کرو، حرام امور سے اجتناب کرو تاکہ دنیا و آخرت میں عزت، امن ہدایت اور سعادت کی کامرانیوں سے ہمکنار ہوسکو، دنیا ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے اور اسے آخرت پر ترجیح دینے سے باز آجاو کیونکہ یہ تو اللہ کے دشمنوں اور تمہارے کافر ومنافق دشمنوں کی صفت ہے اور دنیوی واخروی عذاب کا ایک اہم سبب بھی، جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے دشمنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ هَـٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا (الانسان ۷۶/۲۷)

''یقینا یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑ (ڈال) دیتے ہیں۔''

اور فرمایا:

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (التوبۃ۵۵/۹)

''آپ کو ان کے مال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں (یعنی تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا) یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں۔''

تم دنیا کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، بلکہ تم تو آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، تمہیں حکم یہ دیا گیا ہے کہ آخرت کے لئے زاد راہ تیار کرو۔ یاد رکھو تمہیں دنیا کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کو تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالی کی عبادت کے لئے جس کی خاطر تمہیں پیدا کیا گیا ہے، دنیا کو استعمال کر سکو اور اس کی ملاقات کے لئے تیاری کر سکو تاکہ اس کے فضل و کرم اور جنت میں اس کے پڑوس کے مستحق قرار پاسکو۔ ایک عقل مند آدمی کو یہ قطعا زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے خالق و مربی کی عبادت سے اور جو اس نے اس کی عزت و سرخ روئی کے لئے تیار کر رکھا ہے، اس سے اعراض کرے، شہوت پرستیوں میں مشغول رہے، عارضی دنیا کے حصول ہی کو مقصد حیات قرار دے لے، جب کہ اللہ تعالی نے اس سے بہتر دینے اور دنیا و آخرت کے احسن انجام کا وعدہ فرمایا ہے۔ مسلمان آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے کہ وہ اکثریت کے طرز عمل سے فریب خوردہ ہو اور کہے کہ لوگ تو اس طرف جا رہے ہیں، اور لوگ تو اس بات کے عادی ہیں اور میں بھی ان میں سے ایک ہوں حالانکہ یہ طرز فکر ایک بہت بڑی مصیبت ہے، سابقہ لوگوں میں سے اکثریت کی تباہی و بربادی کا سبب یہی مریضانہ سوچ تھی۔ اس کے برعکس

عقل مند آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے، حق کو مضبوطی سے تھام لے خواہ لوگوں نے اسے چھوڑ رکھا ہو اور ان امور سے باز رہے جن سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے خواہ لوگ ان کا ارتکاب کر رہے ہوں کیونکہ حق اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام۱۱۶/۶)

''اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم ان کا کہنا مان لوگے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔''

اور فرمایا:

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ (یوسف۱۰۳/۱۲)

''اور بہت سے آدمی گو آپ کتنی ہی خواہش کریں، ایمان لانے والے نہیں ہیں''

بعض سلف صالحین نے کیا خوب صورت بات کہی ہے کہ حق سے روگردانی نہ کرو خواہ حق پر چلنے والوں کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو اور باطل سے فریب نہ کھاؤ، خواہ باطل کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

میں اپنی اس نصیحت کو ان پانچ امور پر ختم کرتا ہوں جو تمام خیر و بھلائی کا سرچشمہ ہیں:

(۱) تمام قولی و عملی (فعلی) عبادتوں کو اخلاص کے ساتھ صرف اللہ وحدہ لا شریک ہی کے لئے انجام دیا جائے، ہر طرح کے چھوٹے اور بڑے شرک سے اجتناب کیا جائے، یہ تمام واجبات میں سے سب سے بڑا واجب اور تمام امور میں سے سب سے زیادہ اہم امر ہے اور یہی معنی ہیں لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے کے۔ اگر یہ اصول صحیح سلامت ہے تو پھر بندوں کے اعمال و اقوال بھی صحیح ہیں ورنہ نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر۶۵/۳۹)

''اور یقیناً (اے محمد ﷺ!) آپ کی طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم

زیاں کاروں میں سے ہوجاوگے۔''

(۲) قرآن اور سنت رسول ﷺ میں تفقہ حاصل کرنا اوران دونوں کو مضبوطی سے تھام لینا اوراگر دین کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے تواس کے لئے اہل علم کی طرف رجوع کرنا، چنانچہ ہر مسلمان کے لئے یہی واجب ہے کہ وہ اس مشکل کے حل کے لئے اہل علم کی طرف رجوع کرے ،اسے ترک نہ کرے اورنہ اس سے اعراض کرے اور علم وبصیرت کے بغیر محض اپنی رائے اور خواہش کی پیروی نہ کرے ،چنانچہ محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی دینے کے یہی معنی ہیں ۔اس گواہی نے بندے پر یہ واجب کردیا ہے کہ وہ اس بات پر ایمان رکھے کہ بلاشک وشبہ حضرت محمد ﷺ ،اللہ کے سچے رسول ہیں لہذا آپ ؐ جس دین وشریعت کولائے ہیں اسے مضبوطی سے تھام لیا جائے ،آپ ؐ نے جوخبریں دی ہیں ان کی دل وجان سے تصدیق کی جائے اوراللہ سبحانہ وتعالی کی عبادت کے لئے صرف وہی طریقے اختیار کئے جائیں جو اس نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی ہمیں سمجھائے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشادفرمایا ہے :

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران ۳/۳۱)

''(اے پیغمبر!لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہوتومیری پیروی کرو،اللہ بھی تم سے محبت کرے گااور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔''

اورفرمایا :

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر۵۹/۷)

''جوچیز تم کورسول (ﷺ) دیں وہ لے لواور جس سے منع کریں (اس سے) بازرہو۔''

اورنبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جس نے ہمارے اس دین (اسلام) میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کرلی جواس میں نہ ہوتووہ عمل مردودہے ۔''(متفق علیہ)

آنحضرت علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا :''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماراامر نہیں ہے تووہ مردود ہے ''(صحیح مسلم) جو شخص بھی قرآن وسنت سے اعراض کرے وہ اپنی خواہش کا پجاری اوراپنے مولا کا نہ فرمان ہواوراس نافرمانی کی وجہ سے عذاب اورسزا کا مستحق ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ (القصص ۲۸/۵۰)

''پھر اگر یہ لوگ تمہاری بات قبول نہ کریں توجان لوکہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اوراس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جواللہ کی ہدایت کوچھوڑ کراپنی خواہش کے پیچھے چلے ۔''

اللہ تعالی نے کافروں کے بارے میں فرمایا ہے :

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ (النجم ۵۳/۲۳)

''یہ لوگ محض ظن (فاسد) اورخواہشات نفس کے پیچھے چل رہے ہیں حالانکہ ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے ۔''

خواہش نفس کی پیروی سے اللہ محفوظ رکھے ،یہ دل کے نور کوبجھادیتی اورراہ حق سے روک دیتی ہے جیسا کہ ارشادباری تعالی ہے :

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (ص ۳۸/۲۶)

''اور خواہش کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔''

اللہ تعالی تمہارے حال پر رحم فرمائے، خواہش نفس کی پیروی کرنے اور ہدایت سے اعراض کرنے سے بچو، حق کے دامن کو مضبوطی سے تھامو، اسی کی دعوت دو اور اس کی مخالفت سے بچو تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو سمیٹ کر کامیابی و کامرانی حاصل کر سکو!

(۳) نماز پنجگانہ کو قائم کرنا اور باجماعت ادا کر کے اس کی حفاظت کرنا کیونکہ شہادتین کے بعد یہ سب سے اہم اور عظیم فریضہ ہے، یہ دین کا ستون اور ارکان اسلام میں سے دوسرا بڑا رکن ہے۔ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے اسی کا حساب ہوگا، جس نے اس کی حفاظت کر لی اس نے گویا اپنے سارے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے اسے ترک کر دیا اس نے اسلام ہی کو چھوڑ دیا۔ آہ! نماز چھوڑنے والے جب اللہ تعالی کے دربار میں کھڑے ہوں گے تو وہ کس قدر حسرت و ندامت کے ساتھ کف افسوس ملیں گے اور کس قدر بدترین انجام سے دوچار ہوں گے!

اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے! خود بھی نماز کی حفاظت فرماؤ اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرو۔ جو شخص نماز میں سستی کرے یا اسے چھوڑے اسے خوب خوب سمجھاؤ کیونکہ یہ نیکی و تقوی کے کاموں میں تعاون ہے اور صحیح حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة ‘فمن تركها فقد كفر))

ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے اسے ترک کر دیا اس نے کفر کیا۔''

اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

((بين الرجل وبين الكفر والشرك ترك الصلوة))

''آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق، ترک نماز سے ہے۔''

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں بیان فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ کا مشہور ارشاد گرامی ہے کہ ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے سمجھا دے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پھر دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے''، ''صحیح مسلم''

(۴) فریضہ زکوۃ کے ادا کرنے کی طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے اور کوشش کر کے اسے اس طرح ادا کیا جائے جس طرح اللہ تعالی نے واجب قرار دیا ہے کیونکہ یہ ارکان اسلام میں سے تیسرا اہم رکن ہے۔ ہر مکلف مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے مال کا حساب کرے، خوب اچھی طرح اسے گنے اور جس مال پر ایک سال گزر گیا ہو، اس کی زکوۃ ادا کرے بشرطیکہ وہ نصاب کے مطابق ہو اور پھر اسے طیب خاطر (خوش دلی) اور انشراح صدر کے ساتھ اس جزبہ سے ادا کرے کہ وہ فریضہ کو ادا اور اس کی نعمت کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔ اور اس کے بندوں پر احسان کر رہا ہے، جب مسلمان اس انداز سے زکوۃ ادا کرے گا تو اللہ تعالی اسے دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا، اس نے جو خرچ کیا اس کے بدلہ میں اسے اور مال عطا فرمائے گا، اس کے مال میں برکت عطا فرمائے گا اور اس کے مال کو پاک صاف کر دے گا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

١ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا (التوبۃ ۹/۱۰۳)

''(اے پیغمبر!) ان کے اموال میں زکوۃ لیجیۓ اس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں کر دیں اور ان کے لئے دعا کر دیجیۓ''

اگر کوئی شخص سستی کرے اور زکوۃ ادا کرنے میں بخل سے کام لے تو اللہ تعالی اس سے ناراض ہو جاتا ہے، اس کے مال کو برکت سے محروم کر دیتا ہے، اس پر تباہی و بربادی کو مسلط کر دیتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا مال تلف ہو اور ناحق کاموں میں خرچ ہو اور پھر قیامت کے دن اسے عذاب بھی دے گا، چنانچہ فرمان باری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (التوبۃ ۹/۳۴)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں اس دن کے دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔''

ہر وہ مال جس کی زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے ، اس کے مالک کو قیامت کے دن عذاب ہوگا ، اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو اپنے عذاب سے بچائے۔

مسلمانوں کے غیر مکلف افراد (یعنی جو شرعی احکام کی ادائیگی سے مستثنی ہیں) جیسے نابالغ بچہ یا دیوانہ آدمی ان کے پاس اگر مال ہے تو ان کے سرپرست کی ذمہ داری ہے کہ وہ سال گزرنے پر اس مال میں سے زکوۃ ادا کریں ، کیونکہ کتاب وسنت کے عمومی دلائل پر مسلمان کے مال ہیں زکوۃ کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں ، چاہے وہ مکلف ہو یا غیر مکلف۔

(۵) ہر مکلف مسلمان پر یہ واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت کہ وہ ہر اس کام میں جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے ، اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت بجالائے مثلا رمضان کے روزے رکھے ، استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے اور ان دیگر تمام امور کو بھی ادا کرے ، جن کے کرنے کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے ، حرمات الہی کی تعظیم بجالائے ، غور وفکر کرتا رہے کہ اسے کس نے پیدا کیا اور کیا حکم دیا گیا ہے ، ہمیشہ اپنا محاسبہ بھی کرتا رہے کہ اگر وہ اپنے فرائض وواجبات کو صحیح طور پر ادا کر رہا ہے تو اس پر خوش ہو ، اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرے ، اس سے ثابت قدمی کی دعا مانگے اور فخر وغرور نہ کرے اور اپنے آپ کو پاک سمجھنے سے پرہیز کرے اور اگر محاسبہ کے وقت یہ محسوس کرے کہ فرائض وواجبات کے ادا کرنے میں کوتاہی ہو رہی ہے یا وہ بعض حرام امور کا ارتکاب کر رہا ہے تو اسے فورا اللہ تعالی کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنی چاہیئے ۔ ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالی کے حکم پر استقامت کے ساتھ چلنا چاہیئے ، کثرت سے اللہ تعالی کا ذکر ، استغفار اور الحاح وزاری کرنا چاہیئے ، سابقہ گناہوں سے اللہ تعالی کے ہاں توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ کے لئے نیک قول عمل کی توفیق مانگنی چاہیئے ۔ بندے کو اگر اس امر عظیم کی توفیق مل جائے تو یہ سعادت اور دنیا وآخرت میں نجات کو عنوان ہے۔

جب کوئی شخص اپنے نفس سے غافل ہو کر اپنی خواہشات وشہوات کے پیچھے چل پڑے اور اپنی آخرت کی تیاری سے غافل ہو جائے تو یہ ہلاکت کا عنوان اور خسارے کی دلیل ہے لہذا ہر ایک کو خود اپنا جائزہ لینا چاہیئے ، اپنا محاسبہ خود کرتے رہنا چاہیئے ، اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیئے کیونکہ اپنے عیوب کو دیکھنے سے آدمی کو بہت غم واندوہ لاحق ہوگا اپنے ہی فکر میں ، دوسروں سے بے نیاز ہو کر غلطاں وپیچاں ہوگا اور اس وجہ سے اللہ تعالی کے سامنے ذلت وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اس سے عفوو مغفرت کا سوال کرے گا ۔ محاسبہ اور اللہ تعالی کے سامنے ذلت وانکساری کا اظہار دنیا وآخرت میں سعادت اور فلاح وعزت کا سبب ہے۔

ہر مسلمان کو جاننا چاہیئے کہ اسے جو بھی صحت ، نعمت ، مقام ومرتبہ کی بلندی اور خوشحالی نصیب ہو تو یہ محض اللہ تعالی کا فضل واحسان ہے اور اسے جو مرض ، مصیبت ، فقر ، قحط سالی اور دشمن کے غلبہ کی صورت میں مصائب لاحق ہوں تو یہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہیں۔

دینا میں جو بھی آلام ومصائب پش آتے ہیں تو ان کا سبب اللہ تعالی کی نافرمانی ، اس کے حکم کی مخالفت اور اس کے حقوق ادا کرنے میں سستی وکوتاہی ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے :

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ (الشوری ۴۲/۳۰)

''اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے ، سو تمہارے اپنے فعلوں سے ہے اور وہ (یعنی اللہ تعالی) بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔''

اور فرمایا :

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم ۳۰/۴۱)

''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔''

اے اللہ کے بندوں !اللہ سے ڈرو، اس کے امرونہی کی تعظیم بجالاو،اپنے تمام گناہوں سے اس کے حضور جلد توبہ کرو، اسی کی ذات گرامی پر اعتماد اور توکل کرو، وہ ساری مخلوق کا خالق ورازق ہے ، ساری مخلوق کی پیشانیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں ، مخلوق میں سے کوئی بھی اپنے لئے نقصان ، نفع ، موت ، حیات اور مرنے کے بعد ازخود جی اٹھنے کا مالک نہیں ہے ۔

اللہ کے بندوں !اللہ تمہارے حال پر رحم فرمائے ،اپنے رب اور اس کے رسول کے حق کو دوسروں کے حق وطاعت پر مقدم جانو خواہ وہ کوئی بھی ہوں ۔ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دو، برائی سے منع کرو،اپنے رب کے ساتھ حسن ظن رکھو، کثرت سے ذکرالہی اور توبہ استغفار کرتے رہو، نیکی وتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو لیکن گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو، بے وقوف لوگوں کے ہاتھوں کو پکڑلو، ان سے احکام الہی کی پابندی کراو، نواہی سے انہیں روکو، اللہ تعالی کے لئے محبت کرو اور اسی کی خاطر بغض رکھو، اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو، صبر کرو ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو حتی کہ اپنے رب کی ملاقات کرلو ان اعمال صالحہ کے بجالانے سے تم حد درجہ سعادت ، عزت وکامرانی اور بلند وبالا اور ارفع واعلی درجات پر فائز ہوجاوگے ۔

ازلی وابدی نعمتوں سے بھرپور جنتوں سے فیض یاب ہوجاوگے ، اللہ تعالی ہی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی رضا کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ، سب کے دلوں کی اصلاح فرمادے ، ہمارے دلوں کو اپنی خشیت ، محبت ، تقوی اپنے دین کی محبت اور اپنے بندوں کی ہمدردی وخیر خواہی سے بھر دے ، ہمیں اور آپ کو اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال کی خرابیوں سے بچائے ، ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے تمام حکمرانوں کو اپنی رضا کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے ، ان کی بدولت حق کو غلبہ اور باطل کو ذلت ورسوائی سے دوچار کرے اور ہم سب کو گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے ، بے شک وہی قادر وکارساز ہے ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد ٗوآلہ وصحبہ وسلم

مقالات وفتاویٰ ابن باز

صفحہ 457

محدث فتویٰ